



# بھول سبق



ایک کیپن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی حجۃ اللہ علیہ  
ایم بی بی ایس (لکھنؤ)

فاضل علومِ دینیہ (دفائق المدارس مُلْنَان)

رابطہ کیلیے پتہ:

محمد حنیف، پوسٹ بکس نمبر ۰۲۸۷، مسجد توحید، توحید روڈ، سیماڑی، کراچی

فون: 2850510-2854484



لوگو! تم آزاد و خوبی رہیں ہو کہ جو چاہے کرتے پھر اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ زندگی کی اس مہلت کے بعد موت سے ہمکار ہو کے رہو گے۔ مرے پیچے پھر آجھے کے جاؤ گے۔ عدالت میں حاضری ہو گی۔ حساب و کتاب کے مرال سے گزرنے کے بعد انصاف کا فصل سنو گے۔ اور اب یا تو بیشکی جیت، جتوں کی بہاریں اور خوشیوں اور خوش حالیوں کی باریں ہوں گی یا وہ آگ لگی کہ جلس جلس دے گی۔ سکون کا ایک لمحہ میرن آئے گا۔ اس آواز کو سب نہ سنا۔ بلا وابس کو تماں گر غور و فکر کی توفیق صرف ہوشمندوں کو تلی۔ دنیا کے متواتوں نے کان بندر کر لیے۔ فکر و نظر پر ہرے خداوے۔

غرض اس جان بخش اور حیات آفریں پاکار پر کچھ غریب آگے بڑھے، چند امیر لپکے، بعض بوڑھوں نے سبقت کی اور تھوڑے سے جوانوں نے لہیک کہا، لیکن رینگینیوں کے رہیا، لذتوں کے محتاشی، دنیا کے پرستار وٹھ گئے۔ گنجی بیٹھے۔ عادوت اور دشمنی پر اتر آئے اور اللہ کے فضل و کرم سے حق و باطل کی اس مبارک کلکش اور بھاگوں جنگ کا آغاز ہو گیا۔ جس میں انسانیت کی حقیقت زندگی کا راز پوشیدہ تھا۔

**فَلَمَّا هُنْ يَقْرَئُنَ تَحْكِيمَنَ (النَّصْل: ٢٤)**

”پس خاطین و دگر ہوں میں بہت کریک و درسے سے تکارے“

یہ لڑائی نہ زمین کے لیے تھی دزد و زور کے لیے، ان کا جھگڑا صرف اس بات پر تھا کہ کائنات کا مالک کیتا و پکانہ، لاش ریک و بے ہمتا ہے یا اس کے اور بھی سماجی اور شریک ہیں؟

**هَذُنْ تَحْكِيمُ الْحَكْمُونَ فِي رَبِّهِمْ (الْحُجَّ: ١٤)**

”یہ دوناں گروہ ہیں جن کی لڑائی اپنے رب کے بارے میں ہے۔“

ایمان کی اس بات پر شہت ناطئ ٹوٹے، دوست و دشمنی میں بدال گئی، عداؤتوں نے غصیتوں کی جگہ لے لی، یہاں تک کہ جادہ حق کے راستی پلامارے گئے۔ مگر ان بہت درود نے ایمان

**الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَمَدُ وَنَسْتَعِينُهُ وَسَقَفَةٌ وَنَوْمٌ بِهِ وَنَعْوَدُ بِاللَّهِ هُنْ شَرُورُ الْفَلَقْنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مِنْ يَقْدِرُ اللَّهُ فَلَا مُفْلِلٌ لِرَوْمَنْ يَصْبِلَنَهُ فَلَاهَا وَيَأْتِهِ وَأَسْهَدَنَ لَلَّهِ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**

اما باعد! کاش کہ یہ حسینؑ سمیں، روزِ دن اور سہاری راتیں بیشہ باقی رہتیں اور ان تک اندام بہاروں کا کارروائی خراں کی بھاری ضرب سے نیچے کر سلامت نکل جاتا۔ افسوس اس دن پر جب زمین کا بیس سب کچھ ہڑپ کر جائے گا۔ کچھ بھی باقی نہ چھوڑے گا۔ اس کے بعد کیا ہو گا؟ اصلی مسئلکا یہ ہے۔ اور انسانیت کی اصلاح اور اجانب مکار اس کو کامیابی کی خزل تک پہنچانا کے لیے بیشہ اس ایک مسئلکا کو سب سے پہلے دنیا کے سامنے لایا گیا ہے۔ پھر کچھ خوش نصیب چون کے اور غور و فکر پر مجبوہ ہوئے ہیں۔ رہے سرست باد لے تو ان پر کچھ بھی اثر نہ ہوا، وہ اپنی دھمن میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ کھول کر بتایا گیا کہ دادگی سکون اور سردمی نیکی و آرام کے طالب ہو تو اس کا حق پہنچا جو گس نے یہ وجود بنتا ہے؛ زمین و آسان، چاند و سورج کو خدمت میں لگادیا ہے؛ زندگی کا ہر شبب، اس کا کارہج اس کی مہربانیوں کے اڑات سے رشردار اس کی رحمتوں کی بارش سے تر ہے۔ اس کو اپنا اکیلا، ایک مالک مان کر اس کے بندے اور نلماں ہن جاؤ اور دوسروں کی غلامی کے سارے قلاوے گردنوں سے اُستار پھینکو۔ جیروں میں پڑی ہوئی ساری ہیڑیاں کاٹ دیں والوں وہ طریقہ اپنا کا، وہ راست اخیار کرو جو اس کی طرف سے اس کا یہ **تَهَبَّرِي** رہنمائی کے لیے پیش کرتا ہے، اور اللہ کی کتاب کی اس پر شہادت اتنا ہے۔ اور شاپر کیا گیا کہ کامیابی اور ناکامی کے موجودہ معیار اصلی معیار نہیں، کامیابی کا دون آج ٹھیں، ماہلی ٹھیں کا دون آج ٹھاں ٹھاں آجے والا ہے۔

ہے کہ ان طویل المدت جانقتوں کے بعد صرف پیٹ کا ہی مسئلہ نہیں، سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اور اگر یا کام سد کیا گیا اور راستہ مختصر کرنے کی کوشش کی تھی تو کسی مسئلہ کا بھی حقیقی حل ممکن نہ ہو سکے گا۔ کیا یہ پتھر ہے کہ ایک قوم غیر اور عالمگیری کی مومنانہ زندگی کے اختتام پتی ہمیشہ کی خوشی اور خوش بخشی کا مردم دن لے یا یہ کہ چند روزہ عاشُ اڑالینے کے بعد آگ کے الاہمیں اُتر جائے۔

ذُور سے کہتے ہیں کہ آج ہن کے ہاتھ میں زمامِ کار ہے، ان کا نظر و شاعت کے سارے ذرا اسچ پر بھی قبضہ ہے اور راتی اس تیزی سے پھیلائی جا رہی ہے کہ آپ کے طرزی سئی اور اصلاح کی رہ کوشش بے اثر ثابت ہو گی، راہیگان جائے گی؛ کیون سب سے پہلے اقتدار پر تباہ ہونے کی تدبیح وں پر عمل کر لیا جائے اور ایک مرتبہ اقتدار میں آجائے کے بعد اس کی قوت کا رخ حکومت الہی اور نظامِ اسلامی کے غاذی طرف پھیڑ دیا جائے۔ شاید ان کی خوش خانی یہ ہے کہ وہ اسلامی اصولوں پر قائم رہتے ہوئے اقتدار پر قابض پرانے شاطروں کے آکھاؤ میں ان کے قوانین و ضوابط کی پابندی کر کے انہی کو گھست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ رہی یہ بات کہ ضرورت پر یہ تو خبر تکیت سے حکمت علیٰ اور صلحت وقت کے تقاضوں کے ماخت ہم بھی وہ سب کچکریں گے جو ڈور سے کرتے ہیں؛ جلیس کریں گے، جلوں کالائیں گے، فنرے گا۔ کیں گے، بڑے بڑے دفربیں و دعدوں کے بزر باع و کھائیں گے، خدمت خلق کے اداروں کے ذریعہ زیانی کا دل مودہ لیں گے..... تو کیسے ممکن ہے کہ اقتدار کی بگیں ہمارے ہاتھوں میں نہ آئیں۔ اس مقام تک اُتر آئنے کے بعد آپ کے صاحب اقتدار بن جائے کا ایک لیدا امکان تو ضرور ہے لیکن اس بات کا کیا ہو گا جس کے لیے آپ نے سارے پانچ سیلیں میں؟ آخر پروردی قویٰ زندگی کو آپ اللہ کی بندی کا پابند کیسے ہائیں گے؟ وہ کام کیسے کریں گے جو نظامِ اسلامی کا اصل مقصود ہے؟

کا دامن باتحصہ سے جانے نہ دیا۔ تواروں کے سایوں میں بے خاباب رہتے چل گئے۔ نیزے کی آنی اور جری کے پیکاں کا خندہ پیشانی سے استبل کیا۔ آخر کار فصرتِ الہی ان کا دامت و بازو نہیں اور اس دھرمی پر حق کی حکمرانی اور اللہ کے دین کے غلبہ کا وہ زمان آیا کہ زمین فس پڑی اور آسمان نے مسکرا ہوں گے لیکن فساد یہ۔

یہ کام جب بھی کیا گیا ہے، اسی طرح پورا ہوا ہے، میکی مراعل آتے ہیں۔ ڈوسری کوئی تقابل صورتِ کبھی نہیں رہی؛ اور نہ آج ہے۔ اب اگر کسی میں خود اپنی اور اس دنیا کی اصلاح کا داعیہ موجود ہے تو اس عمل کی ابتداء اپنی ذات سے کرنا ہوگی اور سب سے پہلے ایمانِ خالص کر کے، کفر و شرک، بدعت و دُنیا بھتی کے رہنمایہ سے زور لٹک کر چھکارا حاصل کرنا ہو گا۔ اللہ کے رنگ میں رنگ کریک رنگ اور مشت کا جامد پہن کر یکسو ہونا پرے گا۔ اپنے شیطان کو زیر کر کر نایا اصل جواں مردی ہے؛ بعد میں ڈوسروں کی باری آتی۔ اس مسلسل جان سوزی اور جگہ کاوی کے بعد ہی اللہ کی مختف، خفتر، اس کی رضا اور جنتوں کی سردی پا داشتہ کا حصولِ مکن ہے۔

اسناںی تاریخِ گواہ ہے کہ اللہ نے نہ کوئی چیز برداشت کے بندوں کے لیے محبوب کیا ہے اونہ کوئی کتاب اتاری ہے رسول تو صرف حصولِ متعهد کی راہ کے آش زیر پا سر بزاں دل کے لیے ہی آتے ہیں اور کتاب میں صرف سرفوشِ چاہدوں کے لیے اُتھی ہیں۔ نہم سحر بزہ دل کے لیے چلا کرتی ہے، خاروش کے لیے نہیں۔

کہا چاتا ہے کہ عقینہ و عمل کی یہ باتیں سر آگ ہمودوں پر گمراہ اور اس زمانے پر عمل کرنے کا اب وقت کہاں؟ زمانہ کا یہ مذاق بر قراری اور حالاتِ ذیانا کا یہ ہر لمحہ تغیر اس طویل متصوبہ بندی کا تھجھیں نہیں ہو سکتا۔ اصل مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنے کی تدبیر میں کی جائیں تب کہیں ذینا کوئی ڈوسری بات منے پر تیار ہو گی۔ ان ”حضرات“ سے ہمارا اکھنا یہ

وَكُلُّهُ رِبْلَكَ الْأَصْبَدُ وَالْأَرْبَادُ (ابن اسرائیل ۲۲)  
”الشکاف چلپا تھا تو بے کر تو اب صرف ایک اندھی بندی کرو۔“

سے کوئی کام نہ کیا کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اسلامی انتہا کی فطرت کے خلاف تھا۔ آپ نے اللہ کے حکم پر وہی کام کیا جو انبیاء اور رسول کیا کرتے ہیں؛ لیوگوں کو توجیہ کی طرف بڑا ہٹک کے خبیث چہرے سے نتاب ہٹانی۔ آج سے زیادہ کل کے لیے تیاری کرنے پر ابھارا۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، گوارہ آتش کہہ بن گیا..... دعوت کے میدان میں سب کچھ بیت گئی؛ کون سی انسی مصیبت ہے ہے ہے برداشت نہ کیا گیا لیکن کسی مرحلے، کسی مقام پر آپ نے دعوت میں کوئی چکپ اور باوے میں کوئی لوچ نہ آتے۔ دیا۔ افراد کا ایک طولی، جاکسل کلکش کے ذریعہ جس میں ایمان، تقویٰ اور صبر اصل ہتھیار تھے، جن کا غالب آیا اور باطل کی ایک نہ چلی۔ انسی بیرتیں بنیں، ای جیلے و جدوں میں آئے جن کی بنیاد پر اسلام کا عظیم الشان محل تحریر ہوا۔ پھر ان سیرتوں کے مالک اللہ کی رضا، اس کی جنونوں کی تلاش میں مشرق و مغرب میں چکیل گئے اور اپنا سپاٹ کچھ چمار کروڑ لا۔ جب کہیں جا کر زمین و آسمان نے وہ دن دیکھی، جن کا تذکرہ ہر محفل میں لہک لہک کر کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سر دست ایک شورائی نظام کو وجود میں لے آؤ اور اس قوی نظام کو حقیقی اسلام کے قیام کا ذریعہ بناؤ۔ غرض کہ ہر طرف سے یہی آوازیں آرہی ہیں کہ کوئی نہ کوئی کام جلدی کردا، انترا کر دے گے تو جو آج ہے اُس کی بھی خیر نہیں۔ دراصل شورہ یہ ہے کہ وہ مل کبھی بھی شروع نہ کیا جائے جس کے بعد ہی صحیح اسلامی نظام وجود میں آسکتا ہے، دین حق کو حقیقی غلبہ حاصل ہو سکتا، انسانیت کی عروق مردہ میں پھر خون کی گوش بحال ہو سکتی ہے۔... ہم ان ساری شخصتوں اور سارے عظلوں کو فکر و نظر کی روشنی کی طاہد کوئی اور نام نہیں دے سکتے۔ ہم تو اسی تکالیفی طریقے کے قائل اور اسی پر مل بیہی اب ہونے کا عالم رکھتے ہیں جو ہمارے مالک نے ہمارے لیے تجویز کیا ہے اور آخری نتیجے کی سنت نے جس کی گواہی دی ہے۔ ہماری نگاہ میں ایمان کے معاملہ کو اذمین اہمیت حاصل ہے اور سب سے پہلے تم

آپ توحید کے اثاثات اور شرک کے زد میں زبانِ حکیمیں گے تو وہی اولگ چنبوں نے آپ کو مسیہ اقتدار کی پہنچایا تھا، تو سے اسے کچھ کے لیے آگے بڑھیں گے۔ آپ سنت کا ذکر چھینیں گے تو آپ کی بات دیقاً نویسیت کی پھیتیوں میں گم ہو جائے گی۔ آپ آخرت اور کل کی پر بہارِ امیدوں کا نتشیش پیش فرمائیں گے اور لوگ وعدہ نہ کردا کا طعنہ دے کہ حارت کے ساتھ تھار دیں گے..... افسوس کا ابھی آپ اچھی طرح متثنیں بھی نہ ہو پائے ہوں گے کہ رجحت کرنا پڑے گی اور یہ آپ کے حق میں دنیا کا انساف ہوگا، زیادتی نہیں۔ آپ نے کب اُن کے عقائدی صفاتی کے لیے جان کھائی؟ کب سنت کے رنگ میں رنگ کر دیا تھا نہیں؛ زبانہ نہیں پر قناعت کا انداز اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا اسوہ پیش کیا؟ اقتدار کی بیکاری کے پورے عرصہ میں بھولے سے بھی تو آپ نے عقیدہ اور مل کی کوئی بات نہیں کی! پھر ٹکوہ کیسا؟ رنج کس بات کا؟ باور بھی کہ اندھے کا آخری رسول ﷺ میمی اللہ کے دین کے غابر کے لیے یہ بھیج گئے تھے؛ اگر یہ بات نفاذ میں تھی اور دین الہی کے نفاذ میں ذرا بھی معاون ہوتی کہ پہلے اقتدار پر قنعت کر لیا جائے پھر اس اقتدار کی قوت کو نفاذ دین کا ذریعہ بنا لیا جائے، تو وہ عرب کے بے شمار مسائل میں سے کوئی ایک مسئلہ اٹھا کر اقتدار پر قابض ہو سکتے تھے؛ قومیت کے مسئلہ ہی کو لے لیجیے، صادق و امن تو مشورتے ہی، عرب قوم کی سرفرازی کی جدوجہد دیتے کون انکا رکھتا ہے؟ کون دشمن بنتا؟ سب کی آنکھوں کے کتارے بن جاتے، اقتدار کی باگیں قدموں میں اؤتیں؛ معاشر بدحالی کی اصلاح مکمل نہیں ہو سکتے لے کر اٹھتے؛ عرب قوم آپ کے کرد اپنی چانوں کا قلمبندی تھی، جیش، ایران اور روم کے عرب خلقوں پر غاصبات بقدس کے خلاف تحریک چلاتے تو ملک عرب کا ایک شخص بھی آپ کی سرداری سے انکارتے کر پاتا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان میں

کا بندہ بننے کا شوق دلائیں: بے لام، کھلی اور واضح دعوت کا چچا کر کے اپنے ماحول کو غور و فکر پر مجبور کر دیں.....

اس راہ کی دشواریوں سے ہم ناداقت نہیں ہیں، لیکن ہمارا اعتماد اور توکل اپنے مالک پر ہے۔ اس کی قدرت کو ہم بے پایاں سمجھتے ہیں۔ وہ چاہے تو ان خیر کو مشکوں کے انجام کو قطیں سے ظیم تر کر دے۔ اس کی اس راہ میں ناکامی کا تو گز نہیں۔ ایک قدم کے بعدی صوت آجائے تو کامیابی؛ اور کوئی منزل کو پھولے تو اس کا پوچھنا ہی کیا۔ ہمیں پورا احساس ہے کہ یہ دعوت دین حن کی وادی بڑی پر خار وادی ہے۔ اس میں مراحتیں ہیں، مذکرات اور مصیبتیں ہیں، جاں کا وادی و مجر بوزی ہے، خون کے گھوٹ پنا اور چب رہتا ہے، چشم کمانا اور سہلا لینا ہے، رخ اٹھانا اور چاٹ جانا ہے۔ لیکن قیمت بھی بھاری ہے، بدلتی بھی انمول ہے:

مَنْتَهِيَ الْمُلْكَةِ وَالظُّلْمَةِ وَالْأَلْنَى  
(النور: ٢٣)

”کیا تم راگان یہ ہے کہ (خشیدے) جنت دا دل جو جاہ کے مالا لکھ ایکی تک تم پر گزرے ہوئے (جو اس دل) کا وادہ تو آیا یہ نہیں جب ان کو دل دو دوں کی مصیبتوں میں جلا کیا گیا۔ جسم و جاں کی کلیفیوں میں وہ دلے گئے اور یہاں تک نہ آئی کہ بلا مارے گئے“ پس آئے کہ یہ کام ہم اسی طرح کریں یہی پلیکی گیا تھا۔

وَالسَّلَامُ

کیمیں ڈاکٹر مسعود اللہ بن عثمانی

ای مسئلہ کو زیبا کے سامنے اس طرح رکھنا چاہتے ہیں کہ بات بالکل صاف ہو جائے اور کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ ہم بباں گپت ڈھل اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ تو حیدر ہر خیز کار رچشہ ہے؛ اس سے صرف نظر کر کے کسی بھی بھلائی کا حصول ممکن نہیں اور شرک ہی دراصل وہ بخس ڈائیں ہے جو ہر اب ای کو چشم دیتی ہے، اور اس کو ہر حال میں ناپید ہونا چاہیے۔

اعتقاد کی صفائی کے ساتھ ساتھ ہماری کوشش یہ ہے کہ گل میں سخت نبی ﷺ سے بال بر ابھی ستد جائے۔ رہے عبادات کے مشور فتحی اختلافات، تو ہم انہیں صرف ترجیحات کا معاملہ سمجھتے ہیں، حق و باطل کا فرق نہیں۔ ہر ایک کے پاس اہل صحابہ کرام ﷺ کی سند موجود ہے۔ ہم ان اختلافات سے خائف نہیں، ہم تو اس ڈیانی کی رلیگی سے ڈر ہیں جو خطاوں کو ریا کاری اور ایمان کو نفاق میں بدل دیا کرتی ہے۔ ہماری دعوت کا اصل نہ خارت طبلی پر ہے، ڈیانیات ہر حال تک رگڑتی آتی ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرْبَىٰ امْلأُوا التَّقْبِيَّةَ عَلَيْهِمْ فَلَا يَكُونُونَ قِرْمَدًا وَالْأَنْصَاصُ  
(الاعراف: ٤٦)

”اگر بیتون والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اقتیار کرتے تو ہم ان پر آسان اور زیمن کی بر کوں کے ڈو ڈگرے بر ساتے“

آج کی ڈیانیں کفر فداں، شہرو دختر ہے اور ایمان کیا ب دکھرو اور منظر۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم اس بکھرے ہوئے ایمان کو سمجھا کریں، اس تحداد میں اضافہ کے لیے زور لگائیں پھر ایمان داروں کے درمیان رابطہ اور اطمینان کر کے ایک مرکزیت پیدا کریں اور اس مرکزیت کے ذریعہ کفر و باطل کا پر چمازو پر مقابلہ کریں۔ سیر توں کی تیاری اور آن دستکت کی تعلیم کے لیے ہم مدد یہ قیمر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری خواہیں اور تناؤ یہ ہے کہ شہر، قریب یہ ان مددوں میں اللہ کے ٹھانی بندوں کے وہ مرآن قائم ہوں جو ڈیانی کے سامنے تو حیدر کا مشائی نمونہ پیش کریں: ملاوت قرآن، تزکیہ، تعلیم کتاب دستکت کے ذریعہ لوگوں کو اللہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جیف اسلام کے آن نام بیواؤں پر جو باطل کی فلاہی میں زندگی لبر کریں اور قت فہمی  
آن پر جو کفر و شرک کے جھٹپتے بلند دیکھیں اور ذمہ داریں۔ اللہ گواہ کہ بات وہی حق ہے  
جو قاروقِ عظیم ﷺ کی زبان سے لفکی تھی کہ تم کو صرف اس لیے بہترین امت قرار دیا گیا  
ہے کہ تم تینی کا حکم دیجئے ہو، برائی سے روکتے ہو اور خود پکے مومن ہو۔ اب جب ان نہیں  
با توں میں کوئی بات بھی باقی نہ رہی تو روایاں اُمّت پر اور آنسو بہار اس کے احتجام پر۔ یہ  
اور بات کہ پچھے ایمان والے جو اندر ہو کرتے ہیں اور جو اندر ہوں کو مایوسی زبندی نہیں  
دیتی۔ وہ تو اپنے ماں کے سے ہر حال میں پر امید رہتے ہیں۔ ان کے ماں کے تو اپنے  
آخری نبی ﷺ کے ذریعے پہلے ہی خبر دے دیتی کہ آج کا نا غالب اسلام ایک دن کمزوری  
اور ناطقی کا شکار ہو کر رہے گا۔ خواب و ختنہ بن جائے گا جنکی اس کے بعد اپنی غربت  
واجہتیست سے لکل کر ایک بار پھر ساری دُنیا پر اپنا جھنڈا گاڑے گا۔ اور وہ ذورِ حیدر پر  
واپس آجائے گا جس سے آسان والے بھی خوش اور یادی والے بھی راضی ہو جائیں گے؛  
زمین اپنے دینے اگلے دنے کی اور آسان رحمتوں کی سے تحصیل والی بارش بر سارے گا۔ خبر دینے  
اور اپنے بیوی بھر جو دیتے کہ یہ سب پکھ آپ سے آپ دو جنم نہیں تھیں آجے گا بلکہ اللہ کے  
بندوں کا ایک گروہ پیو اہو گا جو اپنے خون جگرے شہزاد اسلام کی آپیاری کر گے۔ ختنہ نبوی  
ﷺ میں جو خدا پر اپا ہو چکا ہو گا، اس کی اصلاح کی دُمداری اُخھائے گا۔

تو پھر اے لوگو! کیا اس کام کے لیے تمہاری یہ دوڑ و خوب ہے؟ تمہاری یہ مختیں سرف  
ہو رہی ہیں؟ کبھی تو غور و مگر کرو، کبھی تو عقل و خود سے کام لوم۔ تم بر جانے والے کی طرف ہے  
تحاشا دوڑے پہلے چار ہے ہو، ہر جھنڈا اُخھائے کے لیے بیتاب نظر آتے ہو۔ ہر اس کشی پر  
سواری کے لیے لکھتے ہو جو جسمیں خوش ناظر آتے۔ اللہ ٹھہر اوسچ جو کہ جس راہ پر تم جانے  
کے مدھی ہو، کیا میں وہ راہ ہے؟ اگر خلوص دل کے ساتھم اپنے آپ کو مومن کیجھتے ہو اور ثابت

بھی کرنا چاہتے ہو کہ تم اپنے دعوے میں جھوٹے نہیں، تو پھر ان دو چیزوں سے بے اتفاقی کسی؟  
جن کو مشعل راہت نے کاتہ بارے آخری نبی ﷺ کے ذریعے تمہارے ماں کے حکم دیا تھا:  
تو نکث فیْكُمْ أَمْرُنِي لَنْ تَضْلُّوا مَا تَعْسِكُمْ بِهِمَا كَاتَ اللَّهُ وَسَنَةً وَسُوْلَيْهِ (السُّوْطَا)  
”میں نے تمہارے دمیاں دو چیزیں چھوڑ دیں، جب تک ان دونوں کو منضبطی کے ساتھ  
تھائے رہے گی۔“ تھکوئے: (۱) آتا ب اش (۲) اللہ کے رسول ﷺ کی سنت“  
اب دیکھو کہ سرمدی فلاں اور دلائی کارماں کے لیے کتاب و سنت کے کیا ارشادات میں:  
**وَلَا أَنْ أَهْلُ الْقُرْبَى إِلَّا وَأَنَّكُمْ تَعْلَمُنَا عَلَيْهِ يَرْكُبُونَ الصَّرَادَةَ وَالْأَطْفَلَ**  
**وَلِكُنْكُنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ الْكَوْنَ** (الاعراف: ۴۶)

”اگر بیتوں والے ایمان لے آتے تو ہم ان پر آسان و زمین کی  
بڑکوں کے دروازے کھول دیتے مگر نہیں ہمارے بارے بات کو جھلا کر دیتے۔ (اور ایمان و تقویٰ اختیار  
کرنے سے افارکر دیا) اب ہم اس کو ان کی کمائی کی پادشاہی میں پکداں (اوکھیں کا شر کہا)“  
پس یہ تکلیف کر سامنے آگئی کہ آسان اور زمین کی بڑکوں سے حصہ پانے کے لیے  
ایمان اور تقویٰ ایسی شرطیں ہیں۔ قرآن نے اسی چیز کو اور خونگھکلات میں سمیت دیا ہے:  
**الَّذِينَ أَمْلَأُوا الْأَرْضَ أَثْمًا هَذِهِنَ الْأَنْعَاثُ الْأَمْمَنُ وَهُنَّ مُهَمَّتُونَ** (الاذعام: ۸۳)

”اُن (ذین ام) و پدراہت (اور ایمان کا رہنگی کی پادشاہی) ان کا حق ہے جو ایمان انکیں  
اور اپنے ایمان کو شکر کی مادت سے پاک کر لیں۔“

بنواری و مسلم کی حدیث کے طبق قرآن میں آئے ہوئے اظہر ”قلم“ کے معنی ”شرک“، ”محروم“  
نے خود اپنی زبان مبارک سے واضح فرمائے ہیں۔ (بنواری و مسلم، نکات النفسی)  
معلوم ہوا کہ اُن وہدایت کے لیے ایک چیز ضروری ہے اور وہ ہے ایک ایسا ایمان جو  
شرک کے بہادر کردی ہے اسی سورہ کا بھی ہے جو خسارے سے بچا کر  
کامیابی سے بہادر کر دیے وہی سورہ الحصر کہلاتی ہے:

**وَالْحَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكُوْنُ شَهِيدٌ لِلَّذِينَ أَمْلَأُوا الْأَرْضَ أَثْمًا**  
**وَلَوْكَوْهُوا بِالْأَنْعَاثِ وَلَوْكَوْهُوا بِالْأَنْعَاثِ**

انی نقصان سے بچ کر فرازی اور کارماں حاصل کرنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ

سچا ایمان لا اور اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کو بدل ڈالو، پھر اسی ایمان اور عمل صالح کی طرف ڈیا والوں کو آواز دو اور اس راہ میں جو آرامائش بھی آئیں، ان کو خوندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔

انصاف کے ساتھ کوہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم سے تمہاری یہ موجودہ روشن کس قدر مطابقت رکھتی ہے؟ قرآن و سنت کا حکم ہے کہ اصلاح کا آغاز عقیدے کی اصلاح سے ہوتا چاہیے اور قرآن کریم میں سارے انبیاء ﷺ کا سبی طریقہ کارہنگو ہے:

**وَلَقَدْ يَعْلَمُنَا كُلُّ أَعْيُنٍ أَنَّ أَعْمَدَهُ اللَّهُ وَاجْتَبَاهُ الْأَقْرَبُونَ (النحل: ٣٢)**

"اور ہم نے ہر انسن میں جو رسول بھی بیجا ہے، اس نے بھی دعوت دی ہے کہ اللہ کی بندگی کراور طاقت دعوت کی بندگی سے پیچا چڑا،"

اوڑت ہو کر عقیدہ کے منکلہ کچھیٹنے کے نامی سے کانپ کانپ جاتے ہو، پسچھوٹنے لکھے ہیں، تھیر اور مہوت نظر آتے ہو..... تم اپنے اپنے فردوں سے اپنی معزومہ اصلاح کے کام کی ابتدا کرتے ہو اور انہی فردوں میں گم اور گردن جہتے ہو۔ کبھی اسلامی قویت کی ذہانی دینے ہو اور کمی عماشی ترقی کے صین خواب دکھانے کی کوشش کرتے ہو۔ آج چہوریت کا تماشا ہے تو کل امشرا کی پیشیت اپنی کی طرف تمہارا بیلاوا۔ آخر چھین ہوا کیا ہے؟ وہ میں آؤ اور وہی ایک کام شروع کرو جو اللہ کے حکم سے سارے اصلاح کرنے والوں نے اپنی برہاد قوموں کے اندر شروع کیا تھا۔ تمہارا مثال بنو اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح ہے جو صدیوں اس دھری پر غالب اور اسلام کے نمائندے بنے رہے، پھر آہستہ آہستہ وہ تو یہ کے جادہ حق سے بیٹھے گے اور جب ان پر اسلام کے نمائندوں کا گاگڑا اس حد تک بڑھ گیا کہ آج کے "مسلمانوں" کی طرح شرک کو انہوں نے اپنا شعار بھایا تو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی اور پے در پے اپنے نمائندے بھیجے جنہوں نے ان کو ان کی پرانی باتیں یادو لائی:

**لَئِنَّ اللَّهَ رَبِّيْ وَرَبِّكُلِّ أَعْبُدُهُ (آل عمران: ٥١)**

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی میرا درج سماں کا رب ہے، تو صرف اسی کی بندگی کرو"

پورا قرآن اس بات پر گواہ ہے کہ جب یہ آواز اٹھی ہے تب کہیں جا کروہ روز سعید آیا ہے،

وہ سال بندھا ہے جس کا قرآن ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے: **فَإِذَا هُنَّ مُؤْمِنُونَ فَلَا يَنْهَانَهُنَّ عَنْ دِينِهِنَّ (آل عمران: ٥٤)**

یعنی ایک ہی موندھوں میں بث کر آپس میں مکاری اور یکر اور کارہ صرف اس بات پر ہوا کہ اللہ اکیلا، وحدۃ الا شریک و بہت ہتا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی مشکل کشا، غوث اور دیگر شریک ہیں۔ یا اور کوئی سیئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی انبیاء ﷺ کی سیئت پوری ہوئی اور نام نہاد مسلمانوں سے مرکب ہو: بنو اسرائیل کی قوم کے اندر جب ان کے ذریعہ دعوت تو حیدر اٹھی تو **فَلَمَّا نَتَّلَ قُرْآنَ بِرَبِّ الْمَاءِ وَلَمَّا نَرَأَتْنَا الْجِنَّتَ أَنْهَا عَلَى عَذَابِهِ فَأَصْبَحَوْا كَاوِيْهِنَّ (الصف: ١٢)**

"پس بنو اسرائیل کا ایک گروہ بھی (کی دعوت تو حیدر) ہے ایمان لے آیا اور ذہر سے گردہ نے انکا کردیا۔ اب انشدہ ایمان لانے والے گروہ کی کافر گروہ کے مقابلے میں مد فرمائی اور بنو اسرائیل کے کافر گروہ پر یہ مونس کر دو، ناقابل گیا۔" یہی ایک اصلاح کا طریقہ اس اخڑی انتہ کے لیے بھی ہے۔ امام بالک ﷺ کہتے ہیں کہ:

**لَنْ يُصْلِحَ أخْرَى هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا مَا أَصْلَحَ أَنَّهَا**

"اس انتہ کے بعد کے آنے والوں کی اصلاح بھی یہی پڑے گی، جس نے پہلوں کی اصلاح کی تھی۔" اس لیے آج بھی تو حیدری اس دعوت کو اسی طرح اختیاڑا چاہیے: جس طرح وہ پلے اٹھی تھی۔ شرک کے ایک ایک پہلو پر اسی طرح کی کاری ضرب لکائی جانی چاہیے میں پہلے لکائی تھی۔ پھر کہیں وہ دن آئے گا کہ رشتہ ناطق نوٹیش گے، دوستیان و دشمنیوں میں بدل جائیں گی، بھرتر کے مقام آواز دیں گے اور میرے ان ثانیوں کی قری بے اپنا پکل جائے گا اور ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ ہو گا کہ مومن یہی کی گولی کافر باپ کے سینے میں اُتر گئی اور کافر ماموں کا خون ایمان دار بھائیجے کی تیکن سے نپکا۔ یہ دعوت ہو گا جب اللہ کی نصرت آئے گی، اس کے فریشے اہل ایمان کے لیے لیکن لاسکن گے، یہ زمین گل رنگ بننے کے بعد لہاٹنے گی، اللہ کا دین سر بلند ہو گا اور باطل کوس چھپانے کی جگہ نہ لے گی، خاص نظام اسلامی وجود میں آئے گا اور اس کے لیے آج کی طرح ہاتھ پھیلاؤ پھیلاؤ کر بھیک مانگنے کی حاجت نہ رہے گی۔

مشرکین عرب کا بھی یہی حال تھا۔ ڈھانی ہزار سال کی دست نے ابراہیم اور اسماعیل **الصلوٰۃ** کی اُنست کی کیا پلت دی تھی۔ یہ اللہ کو مانتے ضرور تھے، مگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے پر بھی مستقر تھے۔ صلوٰۃ کے نام سے واقف تھے مگر عالم یہ تایاں اور ایسی بجا نہیں تھک مدد دیجی۔ جن غدر کے وقت ان کے تبلیغ کے شروع کا حاضر بالکل وہی تھا جو آج ہر جانی پڑتا ہے، بعد کے حصہ میں صرف شرک کے یہ الفاظ شامل کر لیے تھے:

إلا شرِيكَهُ لَكَ تَمَلِكُهُ وَمَا تَمَلَكَ  
”(یہ اکی شریک نہیں) مگر، جس کو تو شرک ہا یا ہے بالآخر تو اس کا ماں لک ہے اور  
جو کچھ اس کے پاس ہے اس کا بھی“

معلوم ہوا کہ ہر گزی ہوئی لب کو مسلمان قوم کے حق میں دعوت توحید اور در شرک اصلی علاج ہے۔ آئیں آخری مسلمان اُنست کی برداہی کو ڈپ بھی ”شرک“ ہے اور اس کا دی ایک علاج ہے کہ دعوت توحید آٹھے اور شرک کی سیاہی کو منا کر اس اُنست کو چشم کی آگ سے چھا لے۔ ان شاء اللہ یہ علاج ہو کر رہے گا اور زبان نبوت سے کلی ہوئی یہ بات حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آجائے گی کہ روئے زمین پر کوئی کافرو شرک باقی نہ رہے گا۔

(بخاری و مسلم)

ہم نے اللہ کے بھروسے پر اس راہ پر قدم ڈال دیا ہے اور ہماری زبان پر یہی ایک بناوا ہے کہ

”کون میرا مددگار ہے اللہ کے (دین کے) لیے“

والسلام

کیپن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

”اپنی کتابیں پر نہ تو بولی تھت و مسل کرتے ہیں، اور نہ کسی پر ان کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں پابندی لگاتے ہیں۔“

قرآن و سنت کا طریقہ بھی ہے چاہے نادان شرک پر چیختہ رہیں کہ کیا تم ایک مسلمان اُنست کو تو حید اختیار کرنے اور شرک کو ترک کرنے کی دعوت دیتے ہو! اُنہیں کون بتائے کہ یہ دعوت تو حید بیش گزار ہوئی مسلمان اُنست کی میں اُنھی تھی ہے۔ آدم **الصلوٰۃ** سے کرنوں **الصلوٰۃ** کی کارنازی ایک مسلمان اُنست کا ذریعہ تو تھا۔ اس اُنست میں وہ اور سوائے ہی میسے اولیاء اللہ بھی گزرے تھے، اور یقین، یقین اور تسری میسے صاحین بھی، لیکن بگرتے گھر تے حالت یہاں تک پہنچ کر ایک الہ کو چوڑ کر اس کے ان بندوں کی پوچھا ہوئے گئی: وہ شکل کشا، دشکر اور داتا ہا یا لے گئے۔ اس وقت فوں **الصلوٰۃ** کو معبرت کیا گیا اور انہوں نے یہی ایک بات اٹھائی کہ:

لَيَقُولُ الْعَبْدُ وَاللَّهُ مَا لَكَ فِي الْأَوْلَيْةِ (الاعراف: ۴۹)

”اے میری قوم! ایک اشہد کے بندے بننے رہوں تھا راؤ و سراکوئی اللہ نہیں ہے۔“

یکین تو سو پچاس سال کی طویل اور جال سل کش کے بعد صرف چند دنوں قسمت لوگوں نے یہی اس بات کو مانا اور قوم کی عظیم اکثریت اس کو مانتے سے انکار کرنی تھی، تا آن کے اللہ کا عذاب طوفان کی شکل میں خود اور ہوا اور شہزادے والے شرکوں کے ایک فرد کو پانی میں ڈبو ہوا گیا۔ صرف اہل ایمان ہی ہجاتے گئے۔ پھر ان مونمن کی اولاد رئے زمین پر پھیل گئی اور ملک عرب میں احتفاف کے مقام پر دنیا کی سب سے طاقت و قوم بن کر اُبھری۔ آخوند کار جب خاص مونمن کی اولاد، اس قوم نے بھی شرک کی اجتناب کردی تو ان کے رسول ہوں **الصلوٰۃ** نے اس نجاست کی بداجنمی سے اُنہیں ڈراہیا اور تو حید خاص کی طرف دعوت دی۔ ایک طویل کش کے بعد آٹھ دن اور سرات راتیں بر ابر اس قوم پر عذاب کی آندھیاں جلیں اور سارے شرک مارڈا لے گئے۔ صرف مونمن یعنی اور انہوں نے نفل مکانی کر کے چاڑ کے شاہ میں الجز کے مقام پر سکونت اختیار کری۔ وہ بھی رفتہ رفتہ تو حید سے بیٹھے گئے یہاں تک کہ صاحب **الصلوٰۃ** نے آکر اُنہیں صرف ایک اللہ کی بندگی کرنے کی دعوت دی اور شرک سے منع کیا۔ یہاں ایک کے انبیاء **الصلوٰۃ** نے بھی اپنی گزوی ہوئی مسلمان قوم کو تو حید ہی کی طرف بنا یا اور شرک سے روکا۔

# جٹیوں کا بنیادی عقیدہ

**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**

**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**: کامطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں جو خالق و مالک کہلانے جانے کا مستحق ہو۔ عالم الغیب، حاضر و ناظر خدا کل سمجھا جائے۔ نفع و نقصان جس کی مٹھی میں ہو، حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی جس کی صفت ہو۔ اُنھے بیٹھتے جس کو پکارا جائے جس سے غائبانہ خوف کھایا جائے۔ امیدیں وابستہ کی جائیں۔ جس پر تو کل کیا جائے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر جس سے دعائیں مانگی جائیں۔ جس کے حضور رکوع و سجدہ ہو۔ جسکے نام کی نذر و نیاز کی جائے۔ قانون سازی جس کا حق ہو۔ سب جس کے بندے اور محتاج ہوں۔ کسی کو اس پر زور یا بردستی کا یارانہ ہو۔

**مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**: کے اقرار کے معنی یہ ہیں کہ نبی ﷺ بشر اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ ان کے قول و عمل کے سامنے کسی کا قول و عمل ہرگز قبل قبول نہ ہوگا۔ اور نبی ﷺ کے قول و عمل کی وہی تعبیر معتبر تھیں کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہے قیامت تک سنت نبوی ﷺ زندگی کے ہر شعبہ میں سند آخر ہے اور ہر قسم کی بدعت قابل رد۔ اس عقیدہ کا مالک گناہ گار سے گناہ گار بندہ انجام کا رجت کی بادشاہی میں پہنچ کر رہے گا۔ (ان شاء اللہ) اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا جنت کی خوشبوتوں نہ پا سکے گا چاہے وہ دن میں ہزار نمازیں پڑھنے والا، ہر روز تجداد اکرنے والا صائم الدھر ہو۔